

103422-خاوند اور بیوی کا نفقہ کے متعلق اختلاف

سوال

میں دو برس سے شادی شدہ ہوں اور میری ایک بچی بھی ہے، میری بنیادی طور پر مشکل بیوی کے ساتھ گھریلو اخراجات کے متعلق ہے، میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں تاکہ نہ تو بیوی پر ظلم ہوا اور نہ ہی اپنی جان پر ظلم کا باعث بنوں۔

میں ملازم ہوں اور میری تنخواہ (8360) ریال ماہانہ ہے، میری بیوی بھی ملازمت کرتی ہے اور اس کی تنخواہ (1880) ریال ہے، میں نے اپنے آپ سے یہ وعدہ کر رکھا ہے آئندہ مستقبل کے لیے ہر ماہ تین ہزار ریال بچا کر جمع کرتا رہوں گا تاکہ گھر وغیرہ کی تعمیر کر سکوں، اور باقی (5360) ریال گھریلو اخراجات میں صرف کرونگا، اور اس میں کچھ بچانے کی کوشش نہیں کرونگا، ہم متوسط قسم کے لوگوں میں شامل ہوتے ہیں، اور گھر اور بچی کے سارے اخراجات میں ہی برداشت کرتا ہوں، بیوی اپنا ذاتی خرچ یعنی اپنا لباس اور تحفے وغیرہ ہی خریدنے کی پابند ہے، لیکن وہ اپنی تنخواہ دو ہفتوں میں ہی اڑا دیتی ہے، میں اسے تنخواہ سے زائد رقم دیتا ہوں، حالانکہ اسے اس کی تنخواہ پوری آنی چاہیے، کیونکہ وہ گھریلو اخراجات میں کچھ خرچ نہیں کرتی۔

بیوی ملازمت کرتی ہے اس سے بچی کی پرورش کے لیے بھی اخراجات اور ملازمہ وغیرہ کی ضرورت ہے، اور بچی پر پانچ سو ریال ماہانہ کا خرچ ہوتا ہے، کیا بچی کی پرورش کا خرچ میرے ذمہ ہے یا کہ اس کی والدہ ادا کریگی؟ اور اگر میرے ذمہ ہے تو کیا میرے ذمہ بیوی کو تنخواہ کے علاوہ بھی کچھ دینا واجب ہوگا حالانکہ گھریلو اخراجات تو میں ہی برداشت کرتا ہوں؟ بالفرض بیوی ملازمت چھوڑ کر گھر بیٹھ جائے تو اسے ماہانہ جیب خرچ کتنا ملنا چاہیے، جس میں لباس اور تحفے جات کا بھی خرچ ہو، یہ علم میں رہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو ایک سے چار ہزار ریال خرچ کر سکتی ہے، برائے مہربانی اس کا تفصیلی جواب دیں؟

پسندیدہ جواب

اول :

اہل علم کا اتفاق ہے کہ نکاح کے نتیجے میں بیوی کا نان و نفقہ واجب ہو جاتا ہے، اور یہ نفقہ معروف طریقہ سے کرنا چاہیے اور بیوی کا نان و نفقہ اس حسن سلوک میں شامل ہوتا ہے جس کا حکم دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا :

﴿اور ان عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو﴾۔ النساء (19)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿چاہیے کہ مالدار آدمی اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہو وہ اللہ کے دیے ہوئے سے خرچ کرے، اللہ تعالیٰ کسی بھی جان کو اتنا ہی مکلف کرتا ہے جتنے اسے

دیا ہے﴾۔ الطلاق (7)۔

ایک دوسرے مقام پر فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ان عورتوں کا نان و نفقہ اور ان کا لباس ہے اچھے اور معروف طریقہ سے، کسی بھی جان کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کیا جائیگا﴾۔ البقرة

(233)۔

اہل و عیال پر خرچ کرنے والے کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ اجر عظیم حاصل ہوگا کیونکہ اس نے اپنی بیوی اور اولاد کی دیکھ بھال کی اور ان کی ضروریات پوری کیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا۔

مزید آپ سوال نمبر (22063) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں۔

دوم :

بیوی پر اپنے خاوند کی اطاعت کرنا اور گھریلو کام کاج کا خیال اور بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کرنا واجب ہے، اور یہ اشیاء اس پر خاوند کے حقوق میں شامل ہوتی ہیں، اس لیے ان حقوق کی بہتر طریقہ سے ادائیگی کرنا واجب ہے۔

اگر بیوی گھر سے باہر جا کر ملازمت اور کام کرتی ہو اور اس کے نتیجہ میں خاوند کے ان حقوق میں خلل پیدا ہو تو اس کے نتیجہ میں درج ذیل شرعی امور منہج ہو گئے :

اگر بیوی نے عقد نکاح میں ملازمت جاری رکھنے یا ملازمت کرنے کی شرط رکھی اور خاوند نے عقد نکاح کے وقت اسے قبول کر لیا تھا تو پھر نکاح کے بعد بیوی کا ملازمت کے لیے جانا صحیح ہے اس میں کوئی حرج نہیں، اور ملازمت سے حاصل ہونے والی تنخواہ اور مال بیوی کا خاص ملکیتی حق ہے، خاوند اپنی بیوی کی رضامندی اور خوشی کے بغیر تنخواہ میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا، اور بیوی کو اپنی تنخواہ مرضی کے مطابق خرچ کرنے کا حق حاصل ہے، اس کی تفصیل سوال نمبر (4037) اور (21684) کے جوابات میں بیان ہو چکی ہے۔

لیکن اس صورت میں بھی بیوی کا نان و نفقہ اور اخراجات خاوند کے ذمہ واجب ہوگا، وہ بیوی کے کھانے پینے اور لباس و رہائش مہیا کرنے کا پابند ہے، جب اس نے عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط قبول کی اور شادی کے بعد بیوی کی ملازمت پر راضی ہوا تھا تو اسے اور اک تھا کہ بیوی کے ملازمت پر جانے کے اوقات میں اسے بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کے لیے کسی آیا کی ضرورت ہوگی، اور اس کے نتیجہ میں اسے مزید اخراجات کا سامنا کرنا پڑیگا، اور پھر مسلمان تو اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں۔

لیکن اگر بیوی نے عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط نہیں رکھی تھی تو پھر خاوند اسے گھر سے باہر جانے سے روک سکتا ہے، اور بیوی کو اپنے خاوند کے اس فیصلہ کو رد کرنے کا حق نہیں۔

اور اگر تو اس سے انکار کرتی ہے تو وہ نافرمان اور نشز کہلائیگی، اس صورت میں بیوی کا نان و نفقہ ساقط ہو جائیگا، اور خاوند کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ اگر وہ ملازمت کرنا چاہتی ہے تو بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے اخراجات اٹھائیگی، یا پھر گھریلو اخراجات میں خاوند کی معاونت کریگی، یا پھر وہ اپنی تنخواہ سے اپنے اخراجات برداشت کریگی، شرط کے بعد اگر وہ ملازمت کے لیے جانا چاہے تو اسے اس شرط پر پورا اترنا ہوگا۔

بحر الرائق میں درج ہے :

"خاوند اپنی کام کرنے اور دھلائی وغیرہ کا کام کرنے والی بیوی کو کام سے روک سکتا ہے؛ کیونکہ بیوی کے گھر سے باہر جانے میں خاوند کو ضرر ہے، بلکہ وہ بیوی کو ہر قسم کی آمدنی والے کام سے منع کر سکتا ہے؛ اس لیے خاوند کے ذمہ بیوی کے اخراجات ہونے کی بنا پر بیوی آمدنی سے مستغنی ہے" انتہی مختصرا

دیکھیں : البحر الرائق (212/4)۔

سوم :

ربانان و نفقہ کی مقدار کے متعلق تو اس میں "کفالت" یعنی کافی ہونے کا اصول ہے، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ فرمانا ہے کہ:

"تم بہتر طریقہ سے اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچے کو کافی ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5364) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714)۔

لیکن اس میں خاوند کی حالت کا خیال رکھا جائیگا کہ آیا وہ غریب و فقیر ہے یا غنی و مالدار، اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَسِعَتْ وَالْأَهْلِيَّ وَسِعَتْ كَيْفَ مَطَابِقِ خَرْجِ كَرَى، وَرَجَسَ بِرَأْسِ كَارِزِقِ تَنَگْ كَرِ دِيَاگِيَا هُوَ تُوَهُ اس مِیْن سَعِ خَرْجِ كَرَى جَوَاللّٰہِ تَعَالٰی نَعِ اسَعِ عَطَا كِيَا هَی، اللّٰہِ تَعَالٰی كَسِیْ هَیْ جَانِ كُو اس كِی اسْتِطَاعَتِ سَعِ زِيَادَه مَكْلَفِ نَهْیْنِ كَرْتَا، حَمَقَرِیْبِ تَنَگْیِ كَعِ بَعْدِ اللّٰہِ سَجَانَه وَتَعَالٰی اَسَانِیْ پِيْدَا كَرِ دِيَاگِيَا﴾۔ الطلاق (7)۔

مزید آپ الموسوعة الفقهية (39/41) کا مطالعہ بھی کریں۔

اور یہ کفالت ایک علاقے اور ملک و شہر اور وقت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، لیکن اس کو مکمل مقرر کرنے کے لیے تجربہ کار اور متوسط طبقہ سے رجوع کیا جائیگا، اور اگر خاوند و بیوی اس میں اختلاف کریں تو انہیں قاضی سے فیصلہ کرانا چاہیے تاکہ وہ ضرورت پورا کرنے کے لیے ان میں ایک حد مقرر کر سکے۔

اور کفالت میں معتبر چیز کھانا پینا اور لباس کے ساتھ علاج معالجہ بھی شامل ہے، اس کے علاوہ باقی دوسرے زائد اخراجات اور تحفہ جات وغیرہ شامل نہیں ہونگے، یا تو خاوند اور بیوی دونوں ایک معین مبلغ پر متفق ہو جائیں، یا پھر وہ اپنا معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش کریں تاکہ وہ جو مناسب سمجھے مقرر کر دے۔

لیکن ہم آپ کو یہی ترغیب دلائیں گے اور یہی نصیحت کریں گے کہ آپ معاملات کو بہتر طریقہ سے ہینڈل کریں اور درگزر سے کام لیتے ہوئے ایک ایک ریال کا حساب مت کرنا شروع کر دیں، بلکہ سخاوت آپ کا طریقہ اور اخلاق ہونا چاہیے، کیونکہ آپ اپنے سب سے قریب تر جو آپ کے اہل و عیال ہیں پر خرچ کر رہے ہیں، اس لیے آپ مال وافر کرنے کے لیے ان پر تنگی کا باعث نہ بن جائیں، یا پھر کہیں یہ چیز آپ کے اور ان کے درمیان مخالفت کا سبب نہ ہو۔

کیونکہ گھر کی سعادت و خوشی تو مجھول مستقبل کو محفوظ کرنے سے بہتر و اولیٰ ہے، اور ہوسکتا ہے جب آپ بیوی کی عزت و تکریم کرتے ہوئے اس سے درگزر کریں اور اس کی محبت اپنے اندر پیدا کریں تو اس کے نتیجے میں بطور احسان وہ بھی احسان کرے، اور اس طرح آپ کے گھر کی سعادت و خوشنختی لوٹ آئے، اور گھریلو اخراجات میں مدد و معاون ہو جائے۔

مزید آپ سوال نمبر (3054) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں۔

واللہ اعلم۔